تقریر بابت مسیح موعودؑ
وقت 5-7 منٹ

⚙⚙⚙ تقریر ⚙⚙⚙

حضرت مسیح موعودؑ کی احباب جماعت کو نصائح

(ملفوظات جلد2 ایڈیشن 1984ء)

(تقریر نمبر1)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِیَّاہُ وَبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا (بنی اسرائیل:24)

یعنی خدا نے یہ چاہا ہے کہ کسی دوسرے کی بندگی نہ کرو اور والدین سے احسان کرو۔

دینِ خدا وہی ہے جو دریائے نور ہے
جو اس سے دور ہے وہ خدا سے بھی دور ہے
دینِ خدا وہی ہے جو ہے وہ خدا نما
کس کام کا وہ دیں جو نہ ہووے گرہ کشا

سامعین کرام! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان فرمودہ ملفوظات کی دس جلدوں میں ذاتی اصلاح اور احباب جماعت کی تعلیم و تربیت و اصلاحِ احوال کے لئے بہت قیمتی نصائح موجود ہیں۔ آج سے ملفوظات جلد دوم کے ایڈیشن 1984ء سے چند اہم اور قیمتی نصائح پیش کرنے کا سلسلہ شروع کر رہا ہوں۔ آج کی تقریر ملفوظات جلد دوم میں بیان نصائح کی پہلی تقریر ہے۔

بیویوں سے حُسن معاشرت

اِس حوالہ سے حضور علیہ السلام نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

”فحشاء کے سوا باقی تمام کج خُلقیاں اور تلخیاں عورتوں کی برداشت کرنی چاہئیں۔ ہمیں تو کمال بے شرمی معلوم ہوتی ہے کہ مرد ہو کر عورت سے جنگ کریں۔ ہم کو خُدا نے مَرد بنایا ہے۔ درحقیقت ہم پر اتمامِ نعمت ہے۔ اس کا شکریہ یہ ہے کہ ہم عورتوں سے لُطف اور نرمی کا برتاؤ کریں۔“

ایک دفعہ ایک دوست کی شکایت ہوئی کہ وہ اپنی بیوی سے سختی سے پیش آتا ہے۔ تو آپؑ نے فرمایا:

”ہمارے احباب کو ایسا نہ ہونا چاہئے“

اسی طرح ایک اَور دوست کی بدمزاجی کی شکایت ہوئی۔ تو آپؑ نے بہت دیر تک معاشرت میں نسواں پر گفتگو فرمائی اور اخیر پر فرمایا:

”میرا یہ حال ہے کہ ایک دفعہ مَیں نے اپنی بیوی پر آوازہ کَسا تھا اور مَیں محسوس کرتا تھا کہ وُہ بانگ بلند دِل کے رنج سے ملی ہوئی ہے اور بایں ہمہ کوئی دل آزار اور درشت کلمہ منہ سے نہیں نکالا تھا۔ اِس کے بعد مَیں بہت دیر تک استغفار کرتا رہا اور بڑے خشوع اور خضوع سے نفلیں پڑھیں اور کچھ صدقہ بھی دیا کہ یہ درشتی زوجہ پر کسی پنہانی معصیّت الٰہی کا نتیجہ ہے۔“

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 1-2)

عورتوں سے حسن سلوک کی نصائح

فرمایا:

"اس سے یہ مت سمجھو کہ پھر عورتیں ایسی چیزیں ہیں کہ ان کو بہت ذلیل اور حقیر قرار دیا جاوے۔ نہیں نہیں۔ ہمارے ہادیؐ کامل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ خَیۡرُکُمۡ خَیۡرُکُمۡ لِاَھۡلِہٖ۔ تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جس کا اپنے اہل کے ساتھ عمدہ سلوک ہو۔ بیوی کے ساتھ جس کا عمدہ چال چلن اور معاشرت اچھی نہیں۔ وہ نیک کہاں؟۔ دوسروں کے ساتھ نیکی اور بھلائی تب کر سکتا ہے جب وہ اپنی بیوی کے ساتھ عمدہ سلوک کرتا ہو اور عمدہ معاشرت رکھتا ہو۔ نہ یہ کہ ہر ادنیٰ بات پر زدوکوب کرے۔ ایسے واقعات ہوتے ہیں کہ بعض دفعہ ایک غصّہ بھرا ہوا انسان بیوی سے ادنیٰ سی بات پر ناراض ہو کر اُسے مارتا ہے اور کسی نازک مقام پر چوٹ لگی ہے اور بیوی مر گئی ہے۔ اس لئے اُن کے واسطے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے۔ کہ وَعَاشِرُوۡھُنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ (النساء: 20)۔ ہاں اگر وہ بیجا کام کرے تو تنبیہ ضروری چیز ہے۔ انسان کو چاہئے کہ عورتوں کے دل میں یہ بات جما دے کہ وہ کوئی ایسا کام جو دین کے خلاف ہو کبھی بھی پسند نہیں کر سکتا اور ساتھ ہی وہ ایسا جابر اور ستم شعار نہیں کہ اس کی کسی غلطی پر بھی چشم پوری نہیں کر سکتا۔

خاوند عورت کے لئے اللہ تعالیٰ کا مَظہر ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے سوا کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا۔ تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ پس مرد میں جلالی اور جمالی رنگ دونوں موجود ہونے چاہئیں۔ اگر خاوند عورت کو کہے کہ تُو اینٹوں کا ڈھیر ایک جگہ سے اُٹھا کر دوسری جگہ رکھ دے۔ تو اس کا حق نہیں ہے کہ اعتراض کرے۔ ایسا ہی قرآن کریم اور حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ مُرشد کے ساتھ مُرید کا تعلق ایسا ہونا چاہئے جیسا عورت کا تعلق مرد سے ہو۔ مُرشد کے کسی حکم کا اِنکار نہ کرے اور اُس کی دلیل نہ پوچھے۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 147-148)

ستّاری کا شیوہ

ایک خادمہ نے گھر سے چاول چُرائے اور پکڑی گئی۔ گھر کے سب لوگوں نے اُسے ملامت شروع کر دی۔ اتّفاقاً حضرت اقدسؑ کا بھی اُس طرف سے گزر ہوا۔ واقعہ سنانے پر حضورؑ نے فرمایا

"محتاج ہے۔ کچھ تھوڑے سے اُسے دے دو اور فضیحت نہ کرو۔ خدا تعالیٰ کی ستّاری کا شیوا اختیار کرو۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 3)

ثواب کا کام

"دیہاتی عورتیں ایک دن بچّوں کے لئے دوائی وغیرہ لینے آئیں۔ حضورؑ اُن کو دیکھنے اور دوائی دینے میں عرصہ تک مصرُوف رہے۔ اس پر مولوی عبدالکریم صاحب نے عرض کیا کہ حضرتؑ یہ تو بڑی زحمت کا کام ہے اور اس طرح حضورؑ کا قیمتی وقت ضائع جاتا ہے۔ اس کے جواب میں حضورؑ نے فرمایا: "یہ بھی تو ویسا ہی دینی کام ہے۔ یہ مسکین لوگ ہیں یہاں کوئی ہسپتال نہیں۔ مَیں ان لوگوں کی خاطر ہر طرح کی انگریزی اور یُونانی دوائیں منگوا رکھا کرتا ہوں جو وقت پر کام آجاتی ہیں۔ یہ بڑا ثواب کا کام ہے۔ مومن کو ان کاموں میں سُست اور بے پَروا نہ ہونا چاہئے۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 3)

بچوں کو مارنا شرک میں شامل ہے

ایک مرتبہ ایک دوست نے اپنے بچّے کو مارا۔ آپؑ اس سے بہت متاثر ہوئے اور اُنہیں بُلا کر بڑی دردانگیز تقریر فرمائی اور فرمایا:

"میرے نزدیک بچّوں کو یُوں مارنا شرک میں داخل ہے۔ گویا بد مزاج مارنے والا ہدایت اور ربوبیّت میں اپنے تئیں حصّہ دار بنانا چاہتا ہے۔ ایک جوش والا آدمی جب کسی بات پر سزا دیتا ہے تو اشتعال میں بڑھتے بڑھتے ایک دشمن کا رنگ اختیار کر لیتا ہے اور جُرم کی حد سے سزا میں کوسوں تجاوز کر جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص خود دار اور اپنے نفس کی باگ کو قابُو سے نہ دینے والا اور پُورا متحمل اور بُردبار اور باسکون اور باوقار ہو۔ تو اسے البتّہ حق پہنچتا ہے کہ کسی وقت مُناسب پر کسی حد تک بچّہ کو سزا دے یا چشم نمائی کرے۔ مگر مغلُوب الغضب اور سُبک سر اور طائش العقل ہر گز سزاوار نہیں کہ بچّوں کی تربیّت کا متکفّل ہو۔ جس طرح اور جس قدر سزا دینے میں کوشِش کی

جاتی ہے کاش! دُعامیں لگ جائیں اور بچّوں کے لئے سوزِ دل سے دُعا کرنے کو ایک حِزب ٹھہرالیں اِس لئے کہ والدین کی دُعا کو بچّوں کے حق میں خاص قبُول بخشا گیا ہے۔

مَیں اِلتزاماً چند دُعائیں ہر روز مانگا کرتا ہوں۔

اوّل۔ اپنے نفس کے لئے دُعامانگتا ہُوں کہ خداوند کریم مجھ سے وہ کام لے جس سے اُس کی عزت و جلال ظاہر ہو اور اپنی رضا کی پُوری توفیق عطا کرے۔

دوم۔ پھر اپنے گھر کے لوگوں کے لئے دُعامانگتا ہوں کہ اُن سے قُرۃ عَین عطا ہو اور اللہ تعالیٰ کی مرضیّات کی راہ پر چلیں۔

سوم۔ پھر اپنے بچّوں کے لئے دُعامانگتا ہوں کہ یہ سب دین کے خدّام بنیں۔

چہارم۔ پھر اپنے مخلص دوستوں کے لئے نام بنام۔

پنجم۔ اور پھر اُن سب کے لئے جو اِس سِلسلہ سے وابستہ ہیں۔ خواہ ہم اُنہیں جانتے ہیں یا نہیں جانتے۔"

(ملفوظات جلد دوم۔ صفحہ 4)

شرک خفی

سامعین! فرمایا:

"حرام ہے شیخی کی گدّی پر بیٹھنا اور پیر بننا اُس شخص کو جو ایک منٹ بھی اپنے متوسّلین سے غافِل رہے۔ ہدایت اور تربیّت حقیقی خدا تعالیٰ کا فعِل ہے۔ سخت پیچھا کرنا اور ایک اَمر پر اصرار کو حد سے گُزار دینا یعنی بات بات پر بچّوں کو روکنا اور ٹوکنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ گویا ہم ہی ہدایت کے مالِک ہیں اور ہم اُس کو اپنی مرضی کے مطابق ایک راہ پر لے آئیں گے۔ یہ ایک قسم کا شرکِ خفی ہے۔ اس سے ہماری جماعت کو پرہیز کرنا چاہئے۔ ہم تو اپنے بچّوں کے لئے دُعا کرتے ہیں اور سرسری طور پر قواعِد اور آدابِ تعلیم کی پابندی کراتے ہیں۔ بس اِس سے زیادہ نہیں اور پھر اپنا پُورا بھروسہ اللہ تعالیٰ پر رکھتے ہیں۔ جیسا کسی میں سعادت کا تُخم ہو گا۔ وقت پر سرسبز ہو جائے گا۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 5)

میں بُت پرستی کو رد کرنے آیا ہوں

لوگوں کو حضورؑ سے گفتگو کرنے میں کمال آزادی تھی اور ہر شخص بلا روک ٹوک حضورؑ سے بات چیت کر سکتا تھا۔ اِس بارے میں حضورؑ نے فرمایا:

"میرا مسلک نہیں کہ مَیں ایسا تند خُو اور بھیانک بن کر بیٹھوں کہ لوگ مُجھ سے ایسے ڈریں جیسے درندہ سے ڈرتے ہیں اور مَیں بُت بننے سے سخت نفرت رکھتا ہوں۔ مَیں تو بُت پرستی کے رَدّ کرنے کو آیا ہوں نہ یہ کہ مَیں خود بُت بنوں اور لوگ میری پُوجا کریں۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ مَیں اپنے نفس کو دوسروں پر ذرا بھی ترجیح نہیں دیتا۔ میرے نزدیک متکبّر سے زیادہ کوئی بُت پرست اور خبیث نہیں۔ متکبّر کسی خُدا کی پرِستش نہیں کرتا بلکہ وُہ اپنی پرستش کرتا ہے۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 6-7)

خادم دین ہماری دعاؤں کا مستحق ہے

تائیدِ حق پر اگر کوئی قلم اُٹھائے یا کوشِش کرے تو حضورؑ بڑی قدر کرتے تھے۔ اس بارہ میں فرمایا:

"اگر کوئی تائیدِ دین کے لئے ایک لفظ نکال کر ہمیں دیدے تو ہمیں موتیوں اور اشرفیوں کی جھولی سے بھی زیادہ بیش قیمت معلوم ہوتا ہے۔ جو شخص چاہے کہ ہم اُس سے پیار کریں اور ہماری دُعائیں نیاز مندی اور سوز سے اُس کے حق میں آسمان پر جائیں وہ ہمیں اس بات کا یقین دلا دے کہ وُہ خادمِ دین ہونے کی صلاحیّت رکھتا ہے۔ ہم ہر ایک شئے سے محض اللہ تعالیٰ کے لئے پیار کرتے ہیں۔ بیوی ہو بچے ہوں۔ دوست ہوں۔ سب سے ہمارا تعلق اللہ تعالیٰ کے (لئے) ہے۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 7-8)

عہد دوستی بڑا قیمتی جوہر ہے

فرمایا:

"میرا یہ مذہب ہے کہ جو شخص ایک دفعہ مجھ سے عہد دوستی باندھے۔ مجھے اس عہد کی اتنی رعایت ہوتی ہے کہ وُہ کیسا ہی کیوں نہ ہو اور کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے مَیں اُس سے قطع نہیں کر سکتا۔ ہاں اگر وُہ خود قطع تعلق کر دے تو ہم لاچار ہیں۔ ورنہ ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ اگر ہمارے دوستوں سے کسی نے شراب پی ہو اور بازار میں گرا ہوا ہو

اور لوگوں کا ہجوم اس کے گرد ہو تو بلا خوف لَومۃ لائم کے اُسے اُٹھا کر لے آئیں گے۔ عہد دوستی بڑا قیمتی جوہر ہے۔ اُس کو آسانی سے ضائع کر دینا نہ چاہئے اور دوستوں سے کیسی ہی ناگوار بات پیش آوے اُسے اغماض اور تحمّل کے محل میں اُتارنا چاہئے۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 8)

ربوبیت کے دو مظہر

اِس عنوان کے تحت فرماتے ہیں:

"عارضی اور ظلّی طور پر دو اَور بھی وجود ہیں جو رُبوبیّت کے مظہر ہیں۔ ایک جسمانی طور پر دوسرا رُوحانی طور پر۔ جسمانی طور پر والدین ہیں اور روحانی طور پر مُرشد اور ہادی ہیں۔ دوسرے مقام پر تفصیل کے ساتھ بھی ذکر فرمایا ہے۔ وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا۔ یعنی خدا نے یہ چاہا ہے کہ کسی دوسرے کی بندگی نہ کرو اور والدین سے احسان کرو۔ حقیقت میں کیسی رَبوبیت ہے کہ انسان بچّہ ہوتا ہے اور کسی قسم کی طاقت نہیں رکھتا۔ اس حالت میں ماں کیا کیا خدمات کرتی ہے اور والد اس حالت میں ماں کی مہمات کا متکفّل ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ناتواں مخلوق کی خبر گیری کے لئے دو محل پیدا کر دیئے ہیں اور اپنی محبت کے انوار سے ایک پرتو محبّت کا اُن میں ڈال دیا۔ مگر یاد رکھنا چاہئے کہ ماں باپ کی محبت عارضی ہے اور خدا تعالیٰ کی محبت حقیقی ہے اور جب تک قُلوب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا القاء نہ ہو تو کوئی فردِ بشر خواہ وہ دوست ہو یا کوئی برابر کے درجہ کا ہو یا کوئی حاکم ہو۔ کسی سے محبت نہیں کر سکتا اور یہ خدا کی کمال ربوبیّت کا راز ہے کہ ماں باپ بچّوں سے ایسی محبّت کرتے ہیں کہ اُن کے تکفّل میں ہر قسم کے دُکھ شرح صدر سے اُٹھاتے ہیں یہاں تک کہ اُن کی زندگی کے لئے مرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ پس خدا تعالیٰ نے تکمیل اخلاق فاضلہ کے لئے ربّ النّاس کے لفظ میں والدین اور مُرشد کی طرف اِیما فرمایا ہے تاکہ اس مجازی اور مشہور سِلسلہ شکر گزاری سے حقیقی ربّ اور ہادی کی شکر گزاری میں لے لئے جائیں۔ اِسی راز کے حل کی یہ کلید ہے کہ اُس سُورہ شریف کو رَبّ النّاس سے شروع فرمایا ہے۔ اِلٰہ النّاس سے آغاز نہیں کیا۔ چونکہ مُرشد روحانی تربیّت خدا تعالیٰ کے منشاء کے موافق اس کی توفیق و ہدایت سے کرتا ہے۔ اس لئے وہ بھی اس میں شامل ہے۔ پھر دوسرا ٹکڑا اس میں مَلِك النّاس ہے۔ تم پناہ مانگو خدا کے پاس جو تمہارا بادشاہ ہے۔ یہ ایک اَور اشارہ ہے تا لوگوں کو متمدّن دُنیا کے اصُول سے واقِف کیا جاوے اور مہذّب بنایا جاوے۔ حقیقی طور پر تو اللہ تعالیٰ ہی بادشاہ ہے مگر اس میں اشارہ ہے کہ ظلّی طور پر دنیا میں بھی بادشاہ ہوتے ہیں اور اسی لئے اس میں اشار تاًمَلِک وقت کے حقوق کی نگہداشت کی طرف بھی ایما ہے۔ یہاں کافر اور مشرک اور موحّدِ بادشاہ کسی قسم کی قید نہیں بلکہ عام طور پر ہے۔ کسی مذہب کا بادشاہ ہو۔ مذہب اور اعتقاد کے حصّے جُدا ہیں۔ قرآن میں جہاں جہاں خدا نے مُحسِن کا ذکر فرمایا ہے وہاں کوئی شرط نہیں لگائی کہ وہ مُسلمان ہو اور مُوحّدِ ہو اور فُلاں سِلسلہ کا ہو بلکہ عام طور پر مُحسِن کی نسبت فرمایا خواہ وہ کوئی مذہب رکھتا ہو۔ هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ کہ کیا احسان کا بدلہ احسان کے سوا بھی ہو سکتا ہے۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 13-14)

جماعت کی فراست کا ثبوت

فرمایا:

"مجھے کامل یقین ہے کہ میری جماعت میں نفاق نہیں ہے اور میرے ساتھ تعلق پَیدا کرنے میں اُن کی فراست نے غلطی نہیں کی اس لئے کہ مَیں درحقیقت وُہی ہوں جس کے آنے کو ایمانی فراست نے ملنے پر متوجہ کیا اور خدا تعالیٰ گواہ اور آگاہ ہے کہ مَیں وُہی صادِق اور امین اور موعود ہوں جس کا وعدہ لوگوں کو ہمارے سیّد و مولیٰ صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے دیا گیا تھا۔ مگر جنہوں نے مجھ سے تعلق پیدا نہیں کیا وُہ اس نعمت سے محروم ہیں۔ فراست گویا ایک کرامت ہے۔ یہ لفظ فِراست بفتح الفاء بھی ہے اور بکسر الفاء بھی۔ زبر کے ساتھ اِس کے معنی ہیں گھوڑے پر چڑھنا۔ مومن فراست کے ساتھ اپنے نفس کا چابک سوار ہوتا ہے۔ خدا کی طرف سے اُس کو نُور ملتا ہے جس سے وُہ راہ پاتا ہے۔ اِسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اِتَّقُوا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ۔ یعنی مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ نور اللہ سے دیکھتا ہے۔ غرض ہماری جماعت کی فراست حقّہ کا بڑا ثبوت یہ ہے کہ اُنہوں نے خدا کے نور کو شناخت کیا۔ اسی طرح مَیں امید رکھتا ہوں کہ ہماری جماعت عملی حالت میں ترقی کرے گی۔ کیونکہ وہ منافق نہیں اور وہ ہمارے مخالفوں کے اس طرز عمل سے بالکل پاک ہے کہ جب حکّام سے ملتے ہیں تو اُن کی تعریفیں کرتے ہیں اور جب گھر میں آتے ہیں تو کافر بتلاتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 26)

ایک بہترین نصیحت

فرمایا:

”سُنو اور یاد رکھو کہ خدا اِس طرزِ عمل کو پسند نہیں فرماتا۔ تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو اور محض خدا کے لئے رکھتے ہو۔ نیکی کرنے والوں کے ساتھ نیکی کرو اور بدی کرنے والوں کو مُعاف کرو۔ کوئی شخص صِدّیق نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ وُہ یکرنگ نہ ہو۔ جو مُنافقانہ چال چلتا ہے اور دورنگی اختیار کرتا ہے وہ آخر پکڑا جاتا ہے۔ مثل مشہور ہے۔ دروغ گورا حافظہ نباشد۔ اس وقت مَیں ایک ضروری بات کہنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ سلاطین کو اکثر مُہِمّیں پیش آتی ہیں اور وہ بھی رعایا کے ہی بچاؤ اور حفاظت کے لئے ہوتی ہیں۔ تم نے دیکھا ہے کہ ہماری گورنمنٹ کو سرحد پر کئی بار جنگ کرنی پڑی ہے۔ گو سرحدی مسلمان ہیں مگر ہمارے نزدیک وہ حق پر نہیں ہیں۔ اُن کا انگریزوں کے ساتھ جنگ کرنا کسی مذہبی حیثیّت اور پہلو سے درست نہیں ہے اور نہ وہ حقیقتاً مذہبی پہلُو سے لڑتے ہیں۔ کیا وُہ بتلا سکتے ہیں کہ گورنمنٹ نے مسلمانوں کو آزادی نہیں دے رکھی۔ بے شک دے رکھی ہے اور ایسی آزادی دے رکھی ہے جس کی نظیر کابل اور نواح کابل میں رہ کر بھی نہیں مل سکتی۔ امیر کے حالات اچھے سننے میں نہیں آتے۔ ان سرحدی مجنونوں کے لڑنے کی وجہ بجز پیٹ کے نہیں ہے۔ دس روپے مل جاویں تو وہ غازی پن غرق ہو جاتا ہے۔ یہ لوگ ظالم طبع ہیں جو اسلام کو بدنام کرتے ہیں۔“

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 27)

مَیں دو مسئلے لے کر آیا ہوں

فرمایا:

”مَیں دو ہی مسئلے لے کر آیا ہوں۔ اوّل خدا کی توحید اختیار کرو۔ دوسرے آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو۔ وہ نمونہ دکھاؤ کہ غیروں کے لئے کرامت ہو۔ یہی دلیل تھی جو صحابہؓ میں پیدا ہوئی تھی۔ کُنۡتُمۡ اَعۡدَآءً فَاَلَّفَ بَیۡنَ قُلُوۡبِکُمۡ۔ یاد رکھو! تالیف ایک اعجاز ہے۔ یاد رکھو! جب تک تم میں ہر ایک ایسا نہ ہو کہ جو اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی اپنے بھائی کے لئے پسند کرے۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ وہ مصیبت اور بلا میں ہے۔ اُس کا انجام اچھا نہیں۔ مَیں ایک کتاب بنانے والا ہوں۔ اس میں ایسے تمام لوگ الگ کر دیئے جائیں گے جو اپنے جذبات پر قابُو نہیں پا سکتے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑائی ہوتی ہے۔ مثلاً ایک شخص کہتا ہے کہ کسی بازِیگر نے دس گز چھلانگ ماری ہے۔ دوسرا اُس پر بحث کرنے بیٹھتا ہے اور اس طرح پر کینہ کا وجود پیدا ہو جاتا ہے۔ یاد رکھو! بُغض کا جُدا ہونا مہدی کی علامت ہے اور کیا وہ علامت پُوری نہ ہو گی۔ وہ ضرور ہو گی۔ تم کیوں صبر نہیں کرتے۔ جیسے طبّی مسئلہ ہے کہ جب تک بعض امراض میں قلع قمع نہ کیا جاوے، مرض دفعہ نہیں ہوتا۔ میرے وجود سے ان شاء اللہ ایک صالح جماعت پیدا ہو گی۔ باہمی عداوت کا سبب کیا ہے۔ بخل ہے، رعونت ہے، خود پسندی ہے اور جذبات ہیں۔ مَیں نے بتلایا ہے کہ مَیں عنقریب ایک کتاب لکھوں گا اور ایسے تمام لوگوں کو جماعت سے الگ کر دُوں گا جو اپنے جذبات پر قابُو نہیں پا سکتے اور باہم محبت اور اخوت سے نہیں رہ سکتے جو ایسے ہیں وُہ یاد رکھیں کہ وہ چند روزہ مہمان ہیں۔ جب تک کہ عُمدہ نمونہ نہ دکھائیں۔ مَیں کسی کے سبب سے اپنے اُوپر اعتراض لینا نہیں چاہتا۔ ایسا شخص جو میری جماعت میں ہو کر میرے منشاء کے موافق نہ ہو وہ خشک ٹہنی ہے۔ اُس کو اگر باغبان کاٹے نہیں تو کیا کرے۔ خُشک ٹُہنی دوسری سبز شاخ کے ساتھ رَہ کر پانی تو چُوستی ہے مگر وُہ اس کو سرسبز نہیں کر سکتا بلکہ وہ شاخ دوسری کو بھی لے بیٹھتی ہے۔ پس ڈرو! میرے ساتھ وہ نہ رہے گا۔ جو اپنا علاج نہ کرے گا۔ چونکہ یہ سب باتیں مَیں کتاب میں مفصّل لکھوں گا۔“

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 48-49)

مرکز میں بار بار آنے کی تلقین

سامعین! صحبتِ صالحین کے بارے میں نصیحت کرتے ہوئے آپ علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”بات یہ ہے کہ مُردوں سے مدد مانگنے کے طریق کو ہم نہایت نفرت کی نِگاہ سے دیکھتے ہیں۔ یہ ضعیف الایمان لوگوں کا کام ہے کہ مُردوں کی طرف رجوع کرتے ہیں اور زِندوں سے دُور بھاگتے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ حضرت یُوسف علیہ السلام کی زندگی میں لوگ اُن کی نبوّت کا اِنکار کرتے رہے اور جس روز انتقال کر گئے تو کہا کہ آج نبوّت ختم ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے کہیں بھی مُردوں کے پاس جانے کی ہدایت نہیں فرمایا۔ بلکہ کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ کا حکم دے کر زِندوں کی صُحبت میں رہنے کا حُکم دیا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اپنے دوستوں کو بار بار یہاں آنے اور رہنے کی تاکید کرتے ہیں اور ہم جو کسی دوست کو یہاں رہنے کے واسطے کہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ محض اُس کی حالت پر رحم کر کے ہمدردی اور خیر خواہی سے کہتے ہیں۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ایمان درست نہیں ہوتا۔ جب تک انسان صاحبِ ایمان کی صُحبت میں نہ رہے اور یہ

اس لئے کہ چُونکہ طبیعتیں مختلف ہوتی ہیں۔ ایک ہی وقت میں ہر قسم کی طبیعت کے موافقِ حال تقریر ناصح کے مُنہ سے نہیں نِکلا کرتی۔ کوئی وقت ایسا آجاتا ہے کہ اس کی سمجھ اور فہم کے مطابق اُس کے مذاق پر گفتگو ہو جاتی ہے۔ جس سے اُس کو فائدہ پہنچ جاتا ہے اور اگر آدمی بار بار نہ آئے اور زیادہ دنوں تک نہ رہے تو ممکن ہے کہ ایک وقت ایسی تقریر ہو جو اُس کے مذاق کے موافِق نہیں ہے اور اُس سے اس کی بد دلی پیدا ہو اور وہ حُسنِ ظن کی راہ سے دُور جا پڑے اور ہلاک ہو جاوے۔ غرض قرآن کریم کے منشا کے موافِق تو زندوں ہی کی صُحبت میں رہنا ثابت ہوتا ہے اور استعانت کے متعلق یہ بات یاد رکھنا چاہئے کہ اصل استمداد کا حق اللہ تعالیٰ ہی کو حاصل ہے۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 53)

(کمپوزڈ: منہاس محمود۔ جرمنی)

✿✿✿✿